تجدید دین سے متعلق علماء کی آراء کا تحقیقی جائزہ

A Research Review of Scholars Opinion on Reformation

Fayaz Muhammad
PhD Scholar, Department of Islamic Studies
Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal, Dir Upper
Email: fayazwardag@gmail.com
Dr. Sami ul Haq
Assistant Professor, Department Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal, Dir Upper
Email: haq@sbbu.edu.pk

ABSTRACT
Renovation in religion means to restore the religion of Islam in its original form and shape as it was in the days of the Prophet ﷺ and his Companions. Renovation does not mean to invent something new on the basis of reason without sticking to Islamic principles this is called innovation.Three things are related to Quran and Hadiths. Renovation is impossible in the words of Quran because Allah Almighty has taken the responsibility that it cannot be changed No sort of distortion can be made in it people have started meanings of the Quran and Ahadith which are incorrect. To correctly interpret the Quran and Ahadith and to remove the distortion in meaning which is committed by people is named renovation. In Ahadith renovation means to secure them and to separate authentic from the ones which are unauthentic. In this way people restart action upon parts of the Quran and hadith which they stopped action upon, doing this practically is called renovation.
Keywords: Renovation, Religion, Prophet, Companions, invent, Principles, Fundamental, Distortion, Unauthentic

تاریخی جائزہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب سے دنیا کی تخلیق فرمائی ہے تو دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اسباب پیدا فرمائے ہیں۔ روشنی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج کو پیدا فرمایا ہے۔ آرام کے لئے رات کو پیدا کیا ہے۔پانی انسان کی بنیادی ضرورت ہے اس ضرورت کو پوری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بارشوں، برف باری، دریاؤں اور سمندروں کا انتظام فرمایا ہے تاکہ اس سے انسانی ضرورت پوری ہو۔ یہ بات ہمارے مشاہدے میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جسمانی ضروریات کو پوری کرنے کے لئے دنیا میں اس کے اسباب پیدا فرمائے ہیں اسی طرح روحانی ضروریات کو پوری کرنے کے لئے انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا ہے۔ وقت، حالات اور دیگر مناسبتوں کے مطابق مختلف انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {الله اعلم حیث یجعل رسالته}[1] "اللہ ہی کو بہتر طریقے سے معلوم ہے کہ اپنی پیغامبری کا کس طریقے سے کس سے کام لے"

یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ اسلام بحیثیت دین حضرت آدمؑ سے ہی ہے۔ حضرت آدمؑ کے بعد جتنے انبیاء آئے ہیں ان سب نے دین کی تجدید کی ہے۔ حضرت نوحؑ کے زمانے میں لوگوں نے دین کی اصلی صورت کو بگاڑا تھا۔ انہوں نے توحید الٰہی کی بجائے بت پرستی، انصاف کی بجائے ظلم اور احسان کے بالمقابل بدعہدی کو رواج دیا تھا۔ نوحؑ نے دین میں بگاڑ پیدا کرنے والوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ دین کو توحید، انصاف ایمانداری، اور دوسرے اچھائیوں کے ساتھ دوبارہ اپنی زندگی میں لاؤ۔ حضرت نوحؑ نے ان کو 950 سال یہی تبلیغ کی لیکن لوگ راہ راست پر نہ آئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو سیلاب سے تباہ کر دیا۔ تجدید واحیائے دین کا یہ سلسلہ حضرت ابراہیمؑ نے آگے جاری رکھا۔ حضرت موسیٰؑ نے اس کو الٰہی قوانین اور احکامات کے ساتھ مزید مزین کیا۔ حتیٰ کہ یہ سلسلہ نبی ﷺ پر ختم ہوا۔ نبی ﷺ کی نبوت کے طفیل سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کے ہر شعبے کی اصلاح فرمایا۔ عرش سے لے کر فرش تک بیت اللہ سے لیکر بیت الخلاء تک زندگی کے ہر شعبے کے لئے راہنما اصول اور قوانین دی۔ اسلام میں معاشرتی زندگی مثلاً شادی بیاہ، میت کے مسائل، کاروبار کے مسائل، زراعت کے احکامات اور قوانین، صلح اور امن کے اصول حتیٰ کہ بین الاقوامی تعلقات کے اصول اور قوانین مکمل تشریح کے اسلام میں موجود ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: { ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين } ۔[2]
"محمد ﷺ تم میں سے کسی مردوں کا باپ نہیں ہے لیکن وہ اللہ کا رسول اور خاتم النبیین ہے"
جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: { انا خاتم النبيين } ۔[3] "میں آخری نبی ہوں"

مندرجہ بالا مثالوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ امت کی اصلاح کے لئے انبیاء بھیجتے تھے۔ اب یہ سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے امت محمد ﷺ میں انبیاء کے سلسلے کے بدلے میں ایک اور سلسلہ جاری کیا۔ جس کو مجدد دین کا طبقہ کہا جاتا ہے اس طبقہ کا کام وہی ہو گا جو انبیاء کا کام تھا وہ لوگوں کو دعوت دیتے تھے لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے تھے اور امت میں جو بگاڑ، خرافات، رسومات اور بدعات پیدا ہوتی تھیں ان سے لوگوں کو منع کرتے تھے۔ اب یہ کام مجدد دین کریں گے۔ اب مجدد کس کو کہا جاتا ہے؟ تجدید سے کیا مراد ہے؟ کیا اس سے متعلق آیات اور احادیث میں کوئی دلیل موجود ہے یا یہ کوئی اختراعی اصطلاح ہے؟ ان باتوں کی پہچان کے لئے ضروری ہے کہ تجدید کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کو بیان کیا جائے۔

تجدید کا لغوی مفہوم:

لغت میں تجدید کا مادہ (ج،د،د) ہے۔اور یہ مادہ کسی چیز کو نیا کرنے کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ اہل عرب اس مادہ سے یہ الفاظ نکالتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں: تجدد الشیء ، یعنی صار جدیدا۔وہ چیز نیا ہوگیا اور جددہ : ای صیرہ جدیدا - اس کو نیا بنادیا گیا۔[4]

ابن منظور افریقیؒ نے نقل کیا ہے کہ تجدید کا لغوی معنیٰ ہے۔ تصییر الشیء جدیدا وجدالشیء،ای صار جدیدا۔[5] یہ الفاظ لغت میں اس وقت استعمال ہوتے ہیں جب کسی چیز میں نیا پن پیدا ہو جائے۔

قرآن مجید میں مشرکین اور دوسرے منکرین آخرت کی باتوں کو حکایتاً نقل کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {أئنا لفی خلق جدید} ۔[6]"کیا ہم از سر نو پیدا ہوں گے"

دوسری جگہ ارشاد ہے: {ان یشأ یذھبکم ویات بخلق جدید} ۔[7]"اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور نئی مخلوق کو لائے"

اللہ تعالیٰ اپنی کامل قدرت کو بیان فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ تم کو ختم کر دے اور تمہارے جگہ نئے مخلوق کو لائے۔ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ایسا کرنا مشکل ہے؟ یقیناً مشکل نہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے: {بل ھم فی لبس من خلق جدید} ۔[8]"بلکہ یہ لوگ نئی پیدائش کے بارے میں شک میں ہیں"

احادیث مبارکہ میں یہ لفظ تازہ کرنے، نیا کرنے اور از سر نو تعمیر کرنے میں مستعمل ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: فَاسْأَلُوا اللہ اَن یُجددَ الایمانَ فِی قُلُوبِکُم۔[9]

"اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ ایمان کو آپ کے دلوں میں تازہ رکھے"

دوسری حدیث میں ہے: جددوا ایمانکم ۔[10]"اپنی ایمان کو تازہ کرو"

احادیث میں مذکور یُجَدِّدُ اور جَدِّدُوا کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب ایمان انسان کے دل میں داخل ہوتا ہے تو ایک حالت پر باقی نہیں رہتا بلکہ اس میں کمی اور بیشی ہوتی ہے تو دعا مانگنے سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ یہ اپنی اصلی حالت کی طرف واپس لوٹ جائے۔ دوسرے الفاظ میں اللہ سے یہ دعا کی جاتی ہے کہ وہ ہمارے ایمان کو حالت اصلی پر لوٹا دے۔ کیونکہ توفیق دینے والا صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے۔

اردو ادب میں (جَدَدَ) مادہ سے دو الفاظ نکلتے ہیں ایک لفظ تَجْدِید ہے جبکہ دوسرا لفظ تَجَدُّد ہے۔ پہلا لفظ اردو ادب میں مثبت معنی میں استعمال ہوتا ہے جبکہ دوسرا لفظ اس کے متضاد معنی میں استعمال ہوتا ہے۔[11]

درجہ بالا لغوی تحقیق سے تین معانی معلوم ہوتے ہیں، جن کے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

- پہلا یہ کہ (جَدَدَ) کا لفظ اس نئی چیز کے لئے استعمال ہو گا جس کا اصل پہلے زمانے میں موجود تھا اور لوگ ان کو جانتے تھے اور اس کے ساتھ مانوس تھے۔
- دوسرا یہ کہ کسی چیز پر زیادہ زمانہ گزرا ہو اور اس زیادہ زمانہ گزرنے کی وجہ سے وہ چیز بوسیدہ ہو گئی ہو اور لوگ اس چیز کو واپس اپنی اصلی حالت پر لائے تو اس کے لئے جَدَدَ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔
- تیسرا یہ کہ اس چیز کو بوسیدہ ہونے سے پہلے اپنی اصلی حالت کی طرف واپس کیا جائے تو اس حالت میں "جددالشیء" لفظ استعمال ہو گا۔ گویا وہ چیز مکمل ختم ہونے کی صورت سے پہلے اپنی اصلی حالت میں واپس لوٹایا جائے۔

تجدید کا اصطلاحی مفہوم

تجدید دین ایک شرعی اصطلاح ہے۔ اہل علم نے اس اصطلاح کو دین اسلام میں اصلاح کے لئے استعمال کیا ہے۔ دین اسلام میں اصلاح یہ ہے کہ مرور ایام کی وجہ سے لوگ دین اسلام کے اکثر شعبے بھول گئے ہیں یا ان شعبوں میں کوئی ایسا فساد پیدا ہو گیا ہے جو اصل دین سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ اہل علم نے ان اصلاحات میں اسلام کے مختلف شعبوں مثلاً عقیدہ، عبادات، معاملات اور معاشرے سے متعلق دوسرے امور کو مد نظر رکھ کر مختلف تعریفات کی ہیں۔ ان تمام تعریفات کا مقصود صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے اصلاح دین۔ اس سلسلے میں علماء کی چند تعریفات نقل کئے جاتے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام المناویؒ نے علقمیؒ سے تجدید کی تعریف نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **التجدید احیاء ما اندرس من العمل بالکتاب والسنة والامر بمقتضاھا۔**[12]

"تجدید یہ ہے کہ لوگوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل چھوڑا ہو اس کو پھر سے زندہ کرنا اور ان دونوں کے مقتضاء پر حکم کرنا"

علامہ بسطامی محمد سعیدؒ نے اس کی تعریف کیا ہے کہتے ہیں کہ: **تجدید الدین ھو اعادته الی ما کان علیه فی عھد السلف الاول۔**[13]

"تجدید دین یہ ہے کہ دین سلف کے زمانہ میں جس طرح تھا اسی طرح واپس لوٹا دیا جائے"

مندرجہ بالا تینوں تعریفات میں جو چیز مشترک ہے وہ یہ ہے کہ دین اسلام میں کوئی بھی چیز قرآن اور سنت رسول ﷺ کے خلاف رواج پایا گیا ہو اس کو درست کرنا اور اس کو اس طریقے پر لے آنا جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں سکھایا ہے۔ اس بات کو مولانا مودودیؒ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"تجدید اس کو کہا جاتا ہے کہ جاہلیت سے اسلام کے تمام اجزا کو علیحدہ کیا جائے اور کسی حد تک اس کو اپنی اصلی صورت کی طرف واپس لوٹایا جائے"۔[14]

مولانا وحید الدین خانؒ نے اس کو یوں بیان کیا ہے: "تجدید یہ ہے کہ دین کی تعلیمات کو سرے سے اصلی شکل میں بیان کرنا۔ دین کو ان ملاوٹوں سے صاف کرنا جس کو انسانوں نے دین میں پیدا کئے ہیں"۔[15]

تعریفات کا خلاصہ

مندرجہ بالا تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ تجدید دین سے مراد یہ ہے کہ احیائے دین کے لئے کوشش کی جائے اور دین کو اس حالت کی طرف واپس لوٹا دیا جائے جو سلف کے زمانے میں تھا۔ تجدید کے لیے ضروری ہے کہ دین کے نصوص اصلی کی حفاظت اور ان کے قواعد وضوابط کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ یعنی دین اسلام کی بنیادی نصوص قرآن اور سنت رسول ہیں۔ اس کے بعد خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی عملی زندگی ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ان ہی ہستیوں کو تعلیم وتربیت کے عمل سے گزارا تھا۔ آپؐ نے ان کو زندگی کے ہر میدان سے متعلق راہنما اصول بتائے تھے جو کہ ہمارے پاس موجودہ زمانے میں احادیث کی صورت میں موجود ہیں۔

اب تجدید یہ ہے کہ افکار اور نظریات سے اعمال، عبادات، معاملات، سیاسیات، معاشرت اور زندگی سے متعلق دوسری چیزوں کو ان اصولوں سے گزار کر پرکھا جائے تو یہ تجدید دین ہو گی۔

ان تعرفات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تجدید کا یہ مطلب نہیں کہ دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جائے اگر چہ تجدید کے لفظ سے لوگوں کے ذہن میں یہ شک پیدا ہوتا ہے کہ تجدید سے مراد دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کرنی ہو گی حالانکہ دین میں کوئی نئی چیز کا ایجاد کرنا جس کے لئے شریعت میں کوئی اصل نہ ہو وہ تجدید نہیں ہے بلکہ تَجَدُّد ہو گا۔

تجدید کا مطلب یہ ہے کہ جو پرانا اور اصلی دین ہے اس کی حفاظت کی جائے۔ لوگوں نے دین میں جو بدعات رسومات اور شرکیات ایجاد کی ہیں اس سے دین کو پاک کیا جائے۔ دین کے پھیلانے کے جدید طریقے وضع کئے جائیں۔ اس کے لیے جدید آلات ایجاد کی جائے اور جدید آلات سے استفادہ کیا جائے۔ جیسا کہ علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاویؒ لکھتے ہیں کہ: **ان التجديد لا يعنى ابداً التخلص من القديم ،او محاولة هدمه ، و انما الاحتفاظ به ، وترميم ما بلى منه ، وادخال التحسينات عليه۔**[16]

"تجدید سے یہ مراد نہیں ہے کہ پرانے دین سے لوگ جان چھڑائے، یا اس کو ختم کرے، بلکہ اس کی حفاظت کرنا مقصود ہے۔ اس میں جو پرانے ہیں ان کی ترمیم کرنا اور اس کو خوبصورت کرنا تجدید ہے"

مولانا وحید الدین خانؒ لکھتے ہیں کہ :"دین میں نئی چیز نکالنے کا نام تجدید نہیں۔ موجودہ زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کو نیا بنانے کی کوشش کی۔ ایک طبقہ نے ایسے لوگوں کو مجدد کہنا شروع کیا۔ مگر یہ بالکل لغویات ہے۔ یہ لوگ مجدد نہیں ہے بلکہ متجدد تھے۔ اور متجدد کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں"[17]

بعض لوگ مجدد اور متجدد میں فرق نہیں کرتے اور ایک اصطلاح کو دوسرے کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ متجدد کو مجدد کہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ جو شخص دین میں کوئی نئی بات ایجاد کرلے جس میں لوگوں کے لئے آسانی ہو، جاہلیت کے ساتھ مصالحت ہو اور نئی زمانہ کے ساتھ ہم آہنگ ہو اس کو لوگ مجدد قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اسلام کو جاہلیت کی طرف لے جانا، اسلام اور جاہلیت کا مرکب تیار کرنا یا دین میں ایسی باتوں کو ایجاد کرنا جس میں آسانی ہو لیکن دین کے اصولوں کے خلاف ہو یہ دین میں تجدید نہیں بلکہ تجدد ہے اور وہ شخص مجدد نہیں بلکہ متجدد ہے۔

تجدید کے بارے میں علماء کا موقف:

تجدید کے بارے میں علماء کے تین گروہ ہیں جس نے تجدید کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں اپنے اقوال کو پیش کئے ہیں۔ تجدید جائز ہے یا ناجائز ہے اس سلسلے میں اہل علم تین گروہوں میں تقسیم ہیں۔ پہلا گروہ وہ ہے جو دین میں تجدید کے بالکل مخالف ہے۔ اس گروہ اور جماعت کا خیال یہ ہے کہ دین میں تجدید نہیں ہو سکتی۔ ان کے ہاں اگر دین میں تجدید کو مانا جائے تو پھر دینی احکام میں یہ تقسیم کرنا ہوگا کہ اس کے بعض احکام متغیر ہے اور بعض غیر متغیر ہے اور یہ تقسیم غیر مانوس ہے۔ ان کی رائے کے مطابق یہ اصطلاح نئی پیدا شدہ ہے۔ صحابہ، تابعین، طبع تابعین اور اس کے بعد اہل خیر کے ہاں یہ اصطلاح موجود نہ تھی۔ اگر تجدید کو جائز قرار دیا جائے تو اس کی وجہ سے لوگ دین کے ان امور میں تبدیل کرے گے جن میں تبدیلی جائز نہیں ہے۔ یہ رائے محمد سعید رمضان البوطی کی ہے۔

دوسرے گروہ کا قول یہ ہے کہ تجدید بالکل جائز ہے اگرچہ تجدید کی وجہ سے ان احکام میں تبدیلی کیوں نہ کرنا پڑے جس میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ دین صرف عقل کے تابع ہے اور عقل جو کہتا ہے اس کو مانا جائے گا۔ برصغیر پاک وہند میں اس فکر کے سرخیل سرسید احمد خان اور اس کی فکری اولاد، مرزا غلام احمد قادیانی، عبداللہ چکڑالوی، اسلم جیراج پوری، جاوید احمد غامدی وغیرہ شامل ہیں۔

تیسرے گروہ کا قول ہے کہ دین اسلام میں تجدید جائز ہے۔ حدیث سے ثابت ہے نبی ﷺ نے اس کی پیش گوئی فرمائی ہے لیکن تجدید کے لئے چند شروط ہیں ان شروط کے ساتھ جائز ہے۔ ان لوگوں میں، مولانا مودودیؒ،

ڈاکٹر یوسف القرضاویؒ وغیرہ علماء شامل ہیں

اقوال کا محاکمہ:

صحیح بات یہ ہے کہ دین اسلام میں تجدید جائز ہے اس کے بارے میں نبی اکرمؐ کا فرمان ہے جس میں فرمایا ہے کہ: ان اللہ یبعث لھذہ الامة علی رأس کل مائة سنة من یجدد لھا دینھا۔[18]

بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی میں ایک بندہ بھیجے گا جو اس کے لئے دین کی تجدید کرے گا۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے مجدد کے بارے میں پیش گوئی کی ہے کہ اس امت میں دین میں جو خرابی پیدا ہو گی، بدعات پیدا ہوں گے اس کو اللہ تعالیٰ مجدد دین کے ذریعے ختم کرے گا۔

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ دین میں بگاڑ واقع ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ مجدد دین دین کی تجدید کریں گے۔ تیسری بات یہ ہے کہ دین میں تجدید جائز ہے۔

اس حدیث کو محدثین نے صحیح قرار دیا ہے علامہ جلال الدین سیوطیؒ رقم طراز ہے کہ اتفق الحفاظ علی انه حدیث صحیح۔[19] حفاظ نے اس حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا ہے۔

علامہ سخاویؒ اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: وقد اخرجه الطبر انی فی الاوسط وسنده صحیح ورجاله ثقات وکذا صححه الحاکم۔[20]

طبرانیؒ نے اس حدیث کو اوسط میں نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس حدیث کے رجال ثقہ ہے اور سند صحیح ہے۔ اسی طرح اس کو حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔

ایک اور حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ علم دین بعد میں آنے والے وہ لوگ حاصل کریں گے جو عادل ہو۔ وہ اس سے غلو کرنے والوں کی تحریف، جھوٹے لوگوں کی جعل سازی اور جاہل لوگوں کی تاویل کو دور کرے گا۔[21]

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ تجدید دین بدعت نہیں ہے بلکہ یہ عین اسلام ہے کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نماز، روزہ وغیرہ احکامات کو بجالانے کا حکم دیا ہے اس طرح دین میں تجدید کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔۔ دوسرا یہ کہ تجدید دین کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ جس طرح عمرؓ نے ابو بکرؓ کو قرآن جمع کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ ابتداء میں وہ اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوا اس کو بدعت قرار دیا لیکن بعد میں اس کو معلوم ہوا کہ اگر قرآن مجید کی حفاظت نہ کی گئی اور اس کی کتابت نہ کی گئی تو قرآن مجید کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اس لئے انہوں نے صحابہ کو قرآن کی کتابت کا حکم دیا۔ اسی طرح تجدید دین بھی دین اسلام کی حفاظت، قرآن مجید کی حفاظت، اس کے الفاظ، معانی اور

اس پر عمل کرنے کا محافظ ہے۔ اسی طرح تجدید کے ذریعے پیش آمدہ نئے مسائل کا شرعی حل تلاش کیا جاتا ہے۔ اس لئے تجدید دین کی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی زیادہ دلائل ہیں جو اس بات پر دالالت کرتے ہیں کہ دین میں تجدید جائز ہے۔

اب رہ گیا تجدید کے بارے میں پہلے گروہ کا یہ اعتراض کہ دین میں تجدید جائز نہیں ہے کیونکہ پھر لوگ ان امور میں تبدیلی لانا شروع کریں گے جن میں تبدیلی جائز نہیں ہے۔ اس سوال کا ایک جواب علامہ قرضاویؒ نے یہ دیا ہے کہتے ہیں کہ جہاں دین کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس کے دو مفہوم مراد لئے جاتے ہیں۔ ایک مفہوم یہ مراد لیا جاتا ہے کہ دین سے مراد وہ طریقہ ہے جس پر اللہ جل جلالہ نے اپنے نبی کو بھیجا ہے یا اللہ تعالیٰ نے اپنے کتاب میں کوئی حکم دیا ہے جیسا کہ عقائد، عبادات، اخلاقیات یا شریعت کے دوسرے حصے جس کے ذریعے بندوں کا تعلق اپنے رب سے پیدا ہوتا ہے یا انسانوں کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اگر دین سے یہ مفہوم مراد لیا جائے تو اس میں کسی قسم کی تجدید اور تبدیلی جائز نہیں ہے۔ جبکہ دین کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ انسان کی وہ حالت جس کا پہلے قسم کے ساتھ تعلق کی نسبت ہو جیسا کہ فکر یا شعور کا تعلق، یا پہلے طریقے پر عمل کرنے کا تعلق تو اس تعلق کی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کا دین کمزور ہے اور فلاں کا دین قوی ہے۔ یا لوگ یہ کہتے ہیں کہ فلاح اچھے اسلام والا ہے اور فلاں کا اسلام اچھا نہیں ہے۔ اگر دین سے یہ معنی مراد لیا جائے تو اس معنیٰ پر دین متغیر اور متجدَد ہے اور یہ معنیٰ مراد لینے پر اس میں کمی اور اضافہ، کمزوری اور قوت، صفائی اور گدلا، سیدا اور ٹیڑھے فن کا پیدا ہونا ممکن ہے۔[22]

یوسف قرضاویؒ نے سوال کا جو جواب دیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دین میں لوگوں کو خوش کرنے کے لئے حالات اور جدت کو مد نظر رکھ کر اسلام کے عبادات، اعتقادات اور دوسرے امور کی تغیر ناجائز ہے، اگر یہ تعلق دین میں تغیر کی بنیاد پر نہ ہو بلکہ دین کی وہ احکام جو لوگ بھول گئے ہو۔ لوگوں کا اس کے ساتھ تعلق کٹ گیا ہو تو پھر اس کی تجدید ضروری ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ آج کے زمانے میں مسلمانوں کے اندر اسلامی خلافت کا عملاً نہ ہونا ہے۔ اس کے ساتھ مسلمانوں میں اسلامی طرز و طریقے کے انصاف اور قضاوت کا نہ ہونا ہے۔ آج کل اکثر مسلمان ان سے ناواقف ہیں۔ لھٰذا یہ ضروری ہے کہ اسلامی طرز حکمرانی میں تجدید کے اصولوں کو اپنایا جائے اور مسلمانوں میں اسلامی طور طریقوں سے عدل و انصاف کو نافذ کیا جائے۔

اہل علم نے ان تمام خیالات اور تصورات کو جمع کر کے تجدید کی تعریف ایک اچھے پیرائے میں کی ہے۔ جیسا کہ ذکر ہے "هو ما اندس من العمل بالكتاب والسنة والامر بمقتضاهما"۔[23] کہ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور اس کے تقاضوں پر لوگوں نے عمل کرنا ترک کیا ہو، اس کو لوگوں میں پھر سے زندہ کرنے کا نام تجدید ہے۔

اس قول کے ابتدا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دین میں بگاڑ پیدا ہو گا اور اس بگاڑ کو ختم کیا جائے گا۔ یہ بھی بگاڑ ہے کہ دین کی جو اصلی حالت تھی اس پر لوگوں نے عمل کرنا چھوڑ دیا ہو۔ یہ بھی بگاڑ ہے کہ دین میں لوگ ایسے عقائد شامل کریں جس کا دین سے کوئی تعلق نہ ہو مثلاً اولیاء کی قبروں پر جا کر ان سے سوال کرنا۔ یا یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ مشکل کشا ہے، اولاد دیتے ہیں وغیرہ۔ یہ بھی دین میں بگاڑ ہے کہ دین میں لوگ ایسے بدعات اور رسومات ایجاد کریں جس کا دین میں کوئی وجود نہ ہو۔

یہ سوال کہ دین کے کس چیز میں بگاڑ واقع ہو گی اور کس چیز کی احیاء ہو گی۔ کیا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں بگاڑ واقع ہو گی؟ یا اس پر عمل کرنے میں بگاڑ واقع ہو گی۔ اس مسئلے کی وضاحت ضرورت ہے۔

دین اسلام میں کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی حیثیت بنیاد کی ہے اس پر دین اسلام قائم ہے یعنی یہ اصل الدین ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کے کتاب کا علم اور رسول اکرم ﷺ کی سنت کے علم کے ساتھ اس پر عمل کرنے کا نام دین اسلام ہے۔ اب علم کا تعلق ان دونوں نصوص اور ان کے الفاظ کے معنیٰ کے ساتھ بھی ہے اور عمل کا تعلق علم کے ساتھ ہے۔ تو اس سے تین چیزیں معلوم ہو گئیں۔ پہلی چیز نصوص جس سے مراد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ دوسری چیز ان نصوص کے معانی۔ تیسری چیز ان پر عمل کرنا۔

اب سوال یہ ہے کہ ان تینوں میں کونسی چیز میں بگاڑ واقع ہو گی جس کی تجدید کی ضرورت ہو گی۔ اگر غور کیا جائے تو نصوص کسی بھی دین کے لئے لازمی ہوتے ہیں اس میں تغیر، تجدید و تبدیلی واقع نہیں ہوتی کیونکہ کسی بھی دین کا قیام ان کے نصوص پر ہوتا ہے۔ اگر کسی دین کے نصوص کے صحیح اور درست ہونے کا یقینی علم نہ ہو تو پھر وہ دین باقی نہیں رہتا۔

اگر ہم سابقہ ادیان کے تاریخ پر نظر دوڑائے تو یہودیت اور عیسائیت پر یہ بات صادق آتی ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں ایسی باتوں کو شامل کیا ہے جس میں اب یہ فرق کرنا مشکل ہے کہ اس میں کلام اللہ کونسا ہے، اس میں انبیاء کا کلام کون سا ہے۔ انسانوں کا کلام کون سا ہے۔ اس میں کون سی آیت یقینی ہے۔ کوئی یقین کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ وحی من اللہ ہے۔ اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم نے خود اس کے محرف ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ { يسمعون كلام الله ثم يحرفونه } ۔[24] اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنتے ہیں پھر اس میں تحریف کرتے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے: { يحرفون الكلم عن مواضعه } ۔[25] کلمات کو اپنی جگہ سے بدل دیتے ہیں۔

جو کام لوگوں نے سابقہ ادیان کے ساتھ کیا تھا اس میں اپنے کلام کو شامل کیا تھا عین ممکن تھا کہ ایسا دین اسلام کے ساتھ بھی کرتے اور اس میں بھی اپنے کلام کو شامل کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس امت پر احسان کیا اور اس دین کو خود محفوظ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: {انا نحن نزلنا الذكر و انا له لحفظون}۔[26] ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہے۔

اس وجہ سے قرآن مجید میں کسی قسم کی تحریف نہیں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے خود لوگوں کو چیلنج کیا کہ اس طرح کا کلام بناؤ۔ ایک آیت بناؤ لیکن کسی نے اس کا مقابلہ نہیں کیا۔

احادیث میں لوگوں نے ایسی باتوں کو شامل کی ہیں جو اس میں سے نہیں تھے۔ اس کے بارے میں علماء نے جدوجہد کی اور وہ احادیث جو موضوعی تھیں یا ضعیف تھیں اس کو صحیح احادیث سے علیحدہ کیا اور اس کے بارے میں تصریح فرمائی کہ فلاں حدیث قوی فلاں حدیث ضعیف اور فلاں حدیث موضوعی ہے۔ احادیث کے رجال پر کلام کیا۔ ان کی حالات زندگی کو بیان کیا۔ احادیث کی اس طرح کی خدمت کرنا ان کی حفاظت ہے اور یہ ان احادیث کی تجدید ہے کیونکہ تجدید کا مفہوم یہ تھا کہ دین کی احیاء کی جائے اور اس کو اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹا دیا جائے تو نصوص میں تجدید یہ ہے کہ لوگوں نے اس میں جو تحریفات کی ہیں۔ اس میں موضوعی احادیث کو شامل کی ہیں۔ اس کے غلط مفہوم کو بیان کیا ہے۔ یا کسی آیت یا حدیث کی ایسی تاویل کی ہے جو صحیح نصوص کے خلاف ہے۔ یا کسی نص کی تشریح میں تجدُّد سے کام لیا ہے تو ان تمام غلط کاموں کو راہ راست پر لانے، ان کے لئے جدوجہد کرنے اور نصوص کی حفاظت کرنے کا نام تجدید ہے۔ اسی طرح ان نصوص کی حفاظت کے لئے جتنے بھی علوم ایجاد کئے گئے ہیں جیسا کہ علم تفسیر، علوم القرآن، علم حدیث، اصول حدیث، علم فقہ، اصول فقہ، نحو، علم صرف، بلاغہ وغیرہ۔ یہ سب تجدید دین میں شامل ہیں۔

دوسری چیز جس میں بگاڑ واقع ہوتا ہے وہ ان نصوص (کتاب اللہ اور احادیث) کے معانی ہیں۔ جب ہم قرآن مجید کے معانی کو دیکھتے ہیں تو اس میں لوگوں نے بعض آیات کے ایسے معانی، تفاسیر، اور تاویلات کئے ہیں جو درست نہیں ہیں۔ نصوص کے معانی میں لوگوں نے عصر حاضر میں بہت زیادہ تحریفات کی ہیں ان تحریفات کی بہت زیادہ وجوہات ہیں۔ ایک وجہ خواہش پرستی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو ان نصوص کا معنیٰ کرتا ہے وہ اپنے مقصد کے معنیٰ کو بیان کرتا ہے جس سے ان کا مقصد پورا ہو جائے یہ نہیں دیکھتا کہ یہ معنیٰ دوسرے نصوص کے ساتھ متصادم تو نہیں ہے کیونکہ القرآن يفسر بعضه بعضاً۔[27] قرآن کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تفسیر کرتا ہے۔

تحریف کا ایک سبب کسی سے مرعوب ہونا ہے۔ جب کوئی کسی کے عہدہ سے، مال سے، ظلم و ستم سے مجبور ہوتا ہے تو اس کے لئے تحریف کرتا ہے۔ تحریف کا ایک سبب ترقی پسندی ہے۔ آج کل ہر جگہ سے یہ آواز بلند ہوتا

ہے کہ اب زمانہ بدل گیا ہے۔ دین میں تجدید کی ضرورت ہے۔ دین کو عصر حاضر کے ساتھ ہم آہنگ کرنا چاہئے۔ اس میں تبدیلی کرنی چاہئے۔ اس ترقی پسندی کی وجہ سے لوگ نصوص کے معنیٰ میں تبدیلی کرتا ہے۔ ایک سبب حکمران طبقہ سے متاثر ہونا ہے۔ کوئی کسی حاکم سے متاثر ہوتا ہے تو اس کے لئے نصوص کے معنیٰ کو تبدیل کرتا ہے۔ ایک سبب دین فروشی ہے۔ ایک شخص دنیاوی مال واسباب کے مقصد کے لئے دین کو فروخت کرتا ہے اور اس کے لئے نصوص کے معنیٰ میں تبدیلی کرتا ہے۔ ایک سبب مذہب پرستی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی اپنے مسلک سے اتنا محبت کرتا ہے کہ نصوص کے معنیٰ کو اپنے مسلک کے اماموں کے اقوال کے ساتھ مطابق کرنے کے لئے نصوص میں تاویل کرکے اس کے معنیٰ کو تبدیل کرتا ہے۔

جس طرح نصوص میں تحریف سے بچنا ضروری ہے اسی طرح ان نصوص کے معنیٰ میں تحریف سے بچنا بھی ضروری ہے کیونکہ صحیح دین پر عمل کرنا اس وقت درست ہو گا جب اس کا درست فہم حاصل کیا جائے اور تجدید کے مفہوم میں سے ایک مفہوم یہ ہے کہ نصوص کے صحیح معنیٰ کو نقل کرنا اور اس کو صحیح طریقے سے سمجھ لینا ہے۔

تیسری چیز جس میں بگاڑ واقع ہوتا ہے وہ ان نصوص پر عمل کرنا ہے۔ نصوص پر عمل کرنا دین اسلام کا اصل ہے کیونکہ نصوص کے نزول کا مقصد ان پر عمل کرنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کتاب کو نازل کرتا ہے تو اس کے عملی نمونہ کو پیش کرنے کے لئے نبی بھیجتا ہے تاکہ لوگ نبی کی زندگی کو دیکھے اور اس کے نقش قدم پر چل کر کتاب اللہ پر عمل کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے عملی نمونہ رسول اللہ ﷺ کو بنا کر بھیجا اور ارشاد فرمایا۔ {لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة}۔[28] یقیناً بہترین نمونہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہے۔

اور حدیث میں بھی ہے جب عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں سوال ہوا تو آپؓ نے فرمایا کہ كان خلقه القرآن۔[29] نبی ﷺ کے اخلاق قرآن تھا۔

اگر کوئی قرآن کی عملی نمونہ کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ رسول اکرم ﷺ کی زندگی کو دیکھے اس کو زندہ قرآن نظر آئے گا۔

غرض ان باتوں سے یہ ہے کہ نصوص میں تجدید یہ ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے اس کو اصلی حالت میں باقی رکھنے کے لئے کوشش کی جائے۔ اس کے الفاظ کی جس طرح حفاظت ضروری ہے اسی طرح اس کی درست معانی کو بیان کرنا بھی ضروری ہے اور لوگوں نے ان نصوص میں جو تحریفات کی ہیں یا اس کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کئے ہیں اس کو ختم کرنا چاہئے تاکہ دین اسلام صحیح اور درست حالت میں لوگوں کے لئے قیامت تک زندہ اور باقی رہ سکے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے دین میں تجدید کا قانون رائج کیا ہے اور اس کو دین کا حصہ قرار دیا ہے۔

تیسرا گروہ جس نے کہا تھا کہ تجدید بالکل جائز ہے اور دین عقل کے تابع ہے، عقل جو کچھ کہتا ہے اس کے مطابق دین کی تجدید کی جائے گی۔ یہ قول درست نہیں ہے کیونکہ عقل میں یہ صلاحیت موجود نہیں ہے کہ وہ ہر غلط اور صحیح کے درمیان فرق کر سکے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے عقل کے ذریعے انسانوں کو جانوروں سے ممتاز کیا ہے اور علماء نے عقل کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو شریعت کے مقاصد میں شامل کیا ہے۔ عقل کو دین اسلام نے بہت اہمیت دیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا ارشاد فرمایا ہے: {افلا تعقلون} ۔[30] کیا تم عقل سے بالکل ہی کام نہیں لیتے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے: {افلا یتدبرون} ۔[31] کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: {افلا تتفکرون} ۔[32] تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے۔

عقل کو یہ اہمیت اس وجہ سے حاصل ہے کہ یہ سمجھنے کا ذریعہ ہے۔ اس کی وجہ سے انسان شریعت کے احکام کا مکلف ہو جاتا ہے اور اس کے نہ ہونے سے انسان کو دین کے احکامات متوجہ نہیں ہوتے۔ اس لئے شریعت نے اس کے حفاظت کا حکم دیا ہے اور جو چیزیں اس کو خراب کرتا ہے اس کو حرام کیا ہے۔ جیسا کہ نشہ آور چیزوں سے عقل خراب ہوتی ہے اس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے لیکن ان تمام کے باوجود دین اسلام نے عقل کے لئے چند حدود اور قیود مقرر کئے ہیں جس سے اس کو نکلنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اس کے اندر رہ کر عقل کو استعمال کرنا چاہئے۔ عقل کا کام یہ ہے کہ وہ احکامات کے استنباط کرے اور دوسرے نصوص کی روشنی میں اس کی تشریح کرے۔

لیکن شریعت نے عقل کو آزاد نہیں چھوڑا کہ جو عقل میں نہیں آتا اس کو نہ مانے، اس سے انکار کریں یا اس کا دوسرے نصوص سے آزاد تشریح کریں یا اس کی ایسی تاویل کرے جو سلف سے ثابت نہیں۔ جیسا کہ بعض لوگ شریعت کے حدود سے نکل جاتے ہیں۔ کبھی انبیاء کے معجزات سے انکار کر کے اس کے تاویل کرتے ہیں، کبھی قبر کے عذاب سے انکار کرتے ہیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ کے جود سے انکار کرتے ہیں۔ کبھی نبی ﷺ کی احادیث سے انکار کرتے ہیں۔ اس کہ وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے عقل کو نقل پر مقدم کیا ہے اور اپنے ان غلط تاویلات کو تجدید کا نام دیا ہے۔ عصر حاضر میں عقل پرستی کا بنیاد رکھنے والا سر سید احمد خان ہے۔ جس نے دینی نصوص کو غلط رنگ میں لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ بعض احادیث سے انکار کیا ہے، بعض کی غلط تاویل کی ہے۔ اس کے بعد غلام احمد قادیانی نے پہلے تجدید کے نام پر دین کو بگاڑا کر مجدد ہونے کا دعوا کیا پھر نبی ہونے کا دعوا کیا اور دین میں تحریف کا مرتکب ہوا۔ پھر اس راہ پر چلنے والا جاوید احمد غامدی اس راہ کا سپاہی بنا جس نے تجدید کے نام پر دین کے نصوص کے غلط تاویلات کو پیش کر دیا اور لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دیا کہ اب زمانہ بدل گیا ہے دین کو ایک نئی شکل میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

علماء کے اقوال کا جائزہ:

مولانا مودودیؒ نے تجدید واحیائے دین کے عنوان سے ایک عمدہ کتاب لکھاہے۔اس کتاب کو اگر ان کے تمام کتابوں کا خلاصہ قرار دیا جائے تو یہ بات غلط نہیں ہو گی۔ مولانا مودودیؒ نے سب سے پہلے جاہلیت کے ساتھ اسلام کے کشمکش کو بیان کیاہے کہ یہ دنیا کے ابتداء سے لیکر انتہاتک جاری رہے گا۔ آپ کے ہاں تجدید سے مراد یہ نہیں ہے کہ دین اسلام اور جاہلیت کا ایک مرکب تیار کیاجائے بلکہ جاہلیت کے جتنے بھی صورتیں ہیں چاہے وہ جاہلیت خالصہ ہے۔جاہلیت خالصہ سے مراد آپ یہ لیتے ہیں کہ یہ دنیا اتفاقی پیدا ہو گئی ہے۔اس کے پیدائش کا کوئی مقصد نہیں ہے۔اس کو پیدا کرنے والا کوئی نہیں ہے۔اس نظریہ میں نہ اللہ کا تصور ہے اور نہ آخرت کا تصور ہے۔انسان ایک جانور کے طرح ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارے اور قانون بھی اپنے لئے خود بنائیں۔کسی دوسرے کے بنائے ہوئے قانون کا تابع انسان نہیں ہے۔یہ نظریہ رکھنے والوں کا نتیجہ یہ ہو گا کہ معاشرے میں ایسے لوگ پیدا ہو جائے گے جو سب سے زیادہ مکار، بداخلاق، دغہ باز ہو گے۔ان لوگوں کے ہاتھوں میں سیادت ہو گی۔نہ ان کے لئے کوئی قانون ہو گا نہ کوئی ضابطہ اور لوگوں پر ظلم کرے گے۔دوسری قسم کی جاہلیت مشرکانہ ہے۔اس نظریہ کے مطابق یہ کائنات اتفاقی پیدا نہیں ہوا۔ اس کا پیدا کرنے والا ہے لیکن وہ ایک نہیں ہے بلکہ زیادہ ہے۔یہ نظریہ رکھنے والوں نے دین میں ایسے خرافات اور بدعات ایجات کئے ہیں کہ کسی نے ستاروں کو نفع وضرر کا مظہر سمجھ کر اس کی پرستش شروع کی۔کسی نے اولیاء کو اللہ کا مقرب مان کر ان کے ہاں نظر ونیاز شروع کر دیا۔یہ دونوں قسم کے جاہلیت دنیا کو چلانے میں ایک دوسرے کے مددگار نظر آتے ہیں۔تیسری قسم کی جاہلیت راہبانہ ہے۔یہ نظریہ رکھنے والوں کا خیال ہے کہ یہ دنیا انسان کے لئے دارالعذاب ہے۔اس میں انسان اپنے آپ کو مجاہدات اور ریاضات سے جتنا سزا دے سکتاہے تو یہ آخرت میں انسان کے نجات کا ذریعہ ہے۔اس نظریہ کا نتیجہ یہ نکلتاہے کہ نیک لوگ معاشرے سے ختم ہو جاتے ہیں اور بدکار لوگ سامنے آجاتے ہیں۔اس سے لوگوں میں مایوسی اور غلط صبر پیدا ہو جاتاہے۔اس سے لوگوں میں حیلوں کا غلط تصور پیدا ہو تا کہ گناہ کرو اور پھر کفارہ ادا کرو۔

ان تمام جاہلیتوں کے ساتھ اسلام کا روز اول سے مقابلہ جاری ہے۔دین اسلام میں تجدید یہ ہے کہ جاہلیت کا جو شکل دین اسلام میں نظر آئے ان کو ختم کرنے کا نام تجدید ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے تشریف آوری کے وقت یہ تمام امراض جاہلی معاشرے میں موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو ختم کیا تھااور حکومت الٰہیہ کو قائم کیا۔ آپ ﷺ کے جانے کے بعد جہاں پر جاہلیت کا رنگ نظر آئے گا تو اس کو مجدد ختم کرے گا۔ مجدد کا کام یہ ہو گا کہ یہ معاشرے میں پائے جانے والے برائیوں سے باخبر ہو گا۔اس میں یہ صلاحیت ہو گا کہ یہ تعین کرے کہ اس

وقت کہاں پر اصلاح کی ضرورت ہے تاکہ وہاں سے جاہلیت ختم ہو جائے۔ اس میں اپنے قوت کو معلوم کرنے کی صلاحیت ہو گی کہ میں کتنی صلاحیت رکھتا ہوں کہ کس راستے پر اصلاح کرو۔ اس میں یہ صلاحیت ہو گا کہ وہ لوگوں کے خیالات، عقائد، اخلاق اور افکار کو بدلے۔ اسی طرح تجدید کا کام یہ ہے کہ جاہلیت کے رسومات کو ختم کرے، اخلاق کا تذکیہ کرے اور لوگوں میں نبی ﷺ کے اتباع کا شوق اجاگر کرے۔ وہ اجتہاد کرے، سیاسی قوتوں کا مقابلہ کرے اور اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے جدوجہد کرے۔ مولانا مودودیؒ کے رائے یہ ہے کہ اب تک دنیا نے کسی مجدد کامل کو نہیں دیکھا ہے جتنے مجدد گزرے ہیں وہ سب جزوی مجدد تھے۔ انہوں نے دین کے ایک گوشے میں تجدید کا کام کیا ہے مجدد کامل کے بارے میں ان کے رائے یہ ہے کہ مجدد کامل امام مہدی ہوں گے۔

مولانا وحید الدین خان نے بھی تجدید دین کے بارے میں اپنا ایک خاص نظریہ رقم قرطاس کیا ہیں۔ آپ نے اچھے الفاظ میں تجدید کی تشریح کی ہے۔ آپ کے قول کے مطابق تجدید کا مطلب یہ نہیں کہ دین میں لوگ کوئی نئی چیز ایجاد کرے اور اس کو تجدید کے نام سے موسوم کرے۔ عصر حاضر میں بعض لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے اسلام کو ماڈرن بنانے کی کوشش کی ہے کہ دین اسلام کو ایسی صورت میں پیش کیا جائے جس سے لوگوں کو ماڈرن معلوم ہو جائے۔ انہوں نے دین اسلام کو زمانہ کے ساتھ خاص کیا ہے اور کہا ہے کہ دین میں زمانہ کے بدلنے سے تبدیلی آتی ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ہے ایسے شخص کو ہم مجدد نہیں بلکہ متجدد کے نام سے موسوم کرتے ہیں، یا بعض لوگوں نے مسلمانوں کو انحطاط میں دیکھا تو انہوں نے سیاسی لحاظ سے ان کو اٹھانی کی کوشش کی اور اس کو تجدید کا نام دیا۔ یہ خدمت تو ہے لیکن تجدید نہیں۔ جس حدیث میں تجدید کرنے کا حکم ہوا ہے اگر اس کو دیکھا جائے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کی تعلیمات کو از سر نو اصل صورت میں واضح کرنا۔ دین کو انسانی ملاوٹوں سے پاک کر کے اس کو ابتدائی صورت میں سامنے لے آنا جیسا کہ پیغمبر نے اس کو اپنے زمانہ میں پیش کیا تھا۔ تجدید ہے۔

عصر حاضر میں تجدید کا کام یہ ہے کہ لوگوں نے کلمہ پر تلفظ کرنے کو ایمان قرار دیا ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کو یہ بات واضح ہو جائے کہ کلمہ طیبہ کی معرفت کا نام ایمان ہے۔

لوگوں نے قرآن مجید کو صرف تلاوت کا کتاب سمجھا کہ یہ صرف تلاوت کرنے برکات حاصل کرنے کے لئے نازل ہوا ہے۔ اس میں تجدید کا کام یہ ہے کہ یہ پھر سے لوگوں کے لئے نصیحت اور تدبر کی کتاب بنانے کی کوشش کی جائے۔

دینی مدارس میں تجدید کا کام یہ ہے کہ انہوں نے حدیث کو فقہ کے تابع کر دیا۔ اس کو مستقل علم کی حیثیت سے پڑھانا چاہئے۔

عبادت کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ یہ صرف مسائل کا نام ہے۔اس میں تجدید یہ ہے کہ اس میں پھر عبادت کی تصور کو نمایاں کیا جائے۔

بعض لوگوں نے اسلام کو اجتماعی نظام قرار دیا ہے حالنکہ اسلام کا اصل نشانہ فرد کے اندر تبدیلی لانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے تابعداری کرنے کا حکم دیا ہے۔لوگوں نے اس کو عشق کے ساتھ خاص کر دیا ہے۔مبتدعانہ عقائد کو ختم کر کے قرآنی عقیدہ کر زندہ کرنا تجدید ہے۔

خدا پرستی کے نام پر اکابر پرستی جاری ہے۔اس کو ختم کر کے درست خدا پرستی لوگوں میں رائج کرنا چاہیے۔

سیرت کے بارے میں لوگوں نے ایسی کتابیں تیار کی ہے جس میں صرف جنگوں کا تذکرہ ہے۔اس کو ختم کر کے ایسی کتابیں تیار کرنی چاہئے جس میں دعوت شامل ہو۔

علامہ یوسف القرضاویؒ نے بھی تجدید کے بارے میں لوگوں کو مفید معلومات فراہم کئے ہیں۔آپ کے مطابق عصر حاضر میں تجدید ایک فرد کا کام نہیں ہے۔اگر چہ حدیث المجدد ین میں لفظ "من" میں دونوں باتوں کا احتمال ہے کہ اس سے ایک مجدد مراد لیا جائے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے زیادہ افراد مرد لی جائے۔لیکن عصر حاضر میں بہتر یہ ہے کہ اس سے ایک گروہ اور ایک جماعت مراد لیا جائے کیونکہ دنیا میں لوگوں کی آبادی بہت زیادہ ہے اور ایک شخص میں یہ صلاحیت نہیں کہ وہ تمام دنیا کی مسائل جان سکے ااور اس میں تبدیلی لائے اس لئے ضروری ہے کہ عصر حاضر میں تجدید کا کام ایک جماعت کی ذمہ داری قرار دی جائے۔آپ کے ہاں تجدید کا مکمل کام یہ ہے کہ یہ ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہو اور تمام دنیا پر اثر انداز ہو۔جس طرح تجدید علم اور عمل دونوں کو شامل ہو۔جہاں لوگوں کو دین اسلام کے بارے میں علم نہ ہو وہاں دین اسلام کا علم پھیلانا چاہئے اور جہاں لوگ دین پر عمل نہیں کرتے وہاں لوگوں کو دین پر عمل کرنے کی ترغیب دینی چاہیے۔دین میں تجدید کس طرح کی جائے تو آپ کے ہاں تجدید یہ ہے کہ عقائد،عبادات اخلاق کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا اپنے رب کے ساتھ تعلق پیدا ہو جائے۔اس قسم کے احکام میں تجدید کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔لیکن انسان کی وہ حالت جس کا عبادات،عقائد اور اخلاق پر عمل کرنے کا تعلق ہے تو اس میں تجدید اور تغیر واقع ہوتی ہے۔جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ فلاں کا ایمان کمزور ہے۔فلاں کا ایمان قوی ہے۔دین کا اگر یہ معنیٰ مراد لیا جائے تو اس معنیٰ کے اعتبار سے پھر دین میں ضعف،قوت،کمی بیشی واقع ہوتی ہے۔اس معنیٰ کے اعتبار سے دین میں تجدید ممکن ہے۔آپ کے ہاں تجدید یہ ہے کہ دین اسلام کو اس شکل وصورت کے طرف واپس لوٹا دیا جائے جو نبی ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں تھا اور یہ لوگوں کو اپنے قدیم شکل میں پیش کرنے کے باوجود نیا معلوم ہو۔

اگر ان علماء کے اقوال کا جائزہ لیا جائے تو ان اقوال کا آپس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ایک عالم دین نے اپنے معاشرے میں پائے جانے والی برائی کو بیان کیا تو دوسرے نے اپنے معاشرے میں پائے جانے والی برائی کو بیان کیا۔مولانا مودودیؒ نے جاہلیت کو جڑ سے ختم کرنے کی کوشش کی تو مولانا وحید الدینؒ نے مسلمانوں میں پائے جانے والی بدعات کو بیان کیا ہے۔ڈاکٹر یوسف القرضاویؒ نے کوشش کی ہے کہ حدیث المجدد ین کی مکمل وضاحت کی جائے تو آپ نے حدیث کی مکمل وضاحت کی ہے۔ان علماء میں مولانا مودودیؒ نے اچھے انداز میں تجدید دین کے تصور کو پیش کیا ہے۔

خلاصہ:

تجدید سے مراد یہ ہے کہ دین میں جو بگاڑ پیدا ہوا ہے اس کو ختم کر کے دین اسلام کو واپس اس شکل وصورت میں بحال کیا جائے جس طرح نبی ﷺ اور صحابہ کے زمانہ میں تھا۔تجدید کا یہ مطلب نہیں کہ دین میں کوئی ایسی نئی چیز ایجاد کی جائے جس کی بنیاد عقل پر ہو اور اس میں دین اسلام کے اصولوں کی پابندی نہ کی گئی ہو اس کو تَجَدُّد کہا جاتا ہے۔قرآن مجید اور احادیث کو نصوص کہا جاتا ہے یہ دین اسلام کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔اس میں تجدید کس طرح ممکن ہے ؟ نصوص کے ساتھ تین باتیں متعلق ہے پہلی بات ان کے الفاظ کے بارے میں ہے۔قرآن مجید کے الفاظ میں تجدید ممکن نہیں کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔اس میں کس قسم کی تحریف واقع نہیں ہوتی۔قرآن مجید اور احادیث نبوی کے لوگوں نے ایسی معانی بیان کئے ہیں جو درست نہیں ہے ۔قرآن و احادیث کے درست معنیٰ کو بیان کرنا اور اس کے معنیٰ میں لوگوں نے جو تحریفات کی ہیں اس معنوی تحریف کو ختم کرنے کا نام تجدید ہے۔احادیث میں تجدید یہ ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے اور اس میں لوگوں نے جو موضوعی احادیث کو شامل کئے ہیں اس کو صحیح احادیث سے علیحدہ کئے جائیں۔اسی طرح قرآن و حدیث میں لوگوں نے جس پر عمل کرنا چھوڑا ہے اس کو عملی شکل میں لانے کا نام تجدید ہے۔مولانا مودودیؒ کے ہاں تجدید یہ ہے کہ دین کو جاہلیت کے تمام شکلوں سے صاف کیا جائے۔مولانا وحید الدین کے ہاں تجدید یہ ہے لوگوں نے جس چیز کو دین قرار دیا ہے وہ دین نہیں ہے اس کو واپس اپنی اصلی صورت میں پیش کرنے کا نام تجدید ہے ۔ڈاکٹر یوسف القرضاویؒ کے ہاں دین کی تجدید سے مراد یہ نہیں کہ دین میں کوئی نئی چیز ایجات کی جائے بلکہ تجدید یہ ہے کہ دین کو واپس اس صورت و شکل میں لایا جائے جو نبی ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں تھا۔

مصادر و مراجع

[1] الانعام ،6/ 124

Al-Quran,6/126

[2] الاحزاب ،40/33

Al-Quran,33/40

[3] بخاری ،ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل ،(1987) ،صحیح البخاری،دار الشعب،قاہرہ-ج4،ص226،رقم: 3535

Bukeri,Aboabdullah,Muhammad ebni ismail,(1987),Saheh ul Bukeri,Dar ul alshaeb,qahira,Vol4, p226.

[4] ابن منظور ،محمد بن مکرم، (س ـ ن)،لسان العرب ، دارالصاور ، بیروت۔ ج 3،ص107

Ibni Manzoor, Muhammad ebni mukaram,Lesan ul Arab, Dar ul Sader,Beroot, Vol 3,P 107

[5] جوہری، اسماعیل بن حماد، (1987)،الصحاح تاج اللغة و صحاح العربیة، دارالعلم للملایین ،بیروت ـ ج،2، ص454۔

Juheri, Ismail ben Hammad, (1987), Al sehah taj ullga wa Sehah ul alarabi, Dar ul elam, beroot, Vol 2, p454

[6] السجدہ،32/ 10

Al-Quran,32/10

[7] سورة ابراہیم ،19/14

Al-Quran,14/19

[8] سورة ق، 15/50

Al-Quran50/15

[9] مناوی، عبدالرؤوف ، (1994)،فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، دارالکتب العلمیة،بیروت۔ ج2،ص410 ،رقم: 1958

Manavi, Abdul Raoop,(1994),Faizul qadeer sharah jame ul sager,Dar ul ketub alelmia,beroot,Vol2,p 410

[10] حنبل ، احمد بن حنبل ، (س-ن)،مسند احمد، مؤسسة قرطبة ، القاھرہ ـ ج 2 ،ص359،رقم: 8695

Hanbal,Ahmad ebni Hambal,Musnid Ahmad,Moassasa Qurtaba,Al qahira,Vol2,P359

[11] زبیر، حافظ محمد ،(2017)،تحریک تجدد اور متجددین ، دارلفکر اسلامی،لاہور۔ص5

Zuber,Hazez Muhammad,(2017),Tahrik Tajdeed awar Mutajadedeen,Dar ul Fekri Islami,Lahoor,P5

[12] عظیم آبادی ، محمد شمس الحق، (1415)،عون المعبود، دار الکتب العلمیه، بیروت ـ ج11،ص260۔

Azim Abadi,Muhammad shams ul Haq,(1451),Awnul Mabood,Darul Elam, Beroot, Vol11,P260

[13] سعید، بسطامی محمد، (2012)،مفہوم التجدید الدین ، مرکز تاصیل الدراسات والبحوث، مملکة السعودیه العربیه ـ ص21

Saeed,Bastami Muhammad,(2012),Mafhoom Ul Tajdeed Aldin,Markaz Altasel alderasat Walbohos,Mamlakat alsawodia alarabia,P21

[14] مودودی ، ابوالاعلی،،(س-ن)،تجدید و احیائے دین ، اسلامک پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور ۔ص36

Mododi,Abul Ala, Tajdeed WA Ahyae Deen,Islamic Pebli cation Private LAmited,Lahoor, P36

[15] خان، وحید الدین ، (2003)،تجدید دین ، مکتبہ الرسالہ ، نئی دہلی ۔ ص 5

Khan,Wahedd ul Deen, Tajdeed Deen,Maktaba Alresala,Nye Dehli,P5

[16] قرضاوی،یوسف،(1999)،الفقہ الاسلامی بین الاصالۃ والتجدید،مکتبۃ الوھبیہ،مصر۔ص 29۔

Qarzavi,Yousaf(1999),Alfeqhul Alislami, Bin alisalate waltajdeed,Maktaba alwahbeya, Messar,P29

[17] خان ، وحید الدین ، تجدید دین ، ص4

Khan,Waheed ul Deen,Tajdeed Deen,P4

[18] ابوداود ، سلیمان بن اشعث،(س-ن)،سنن ابوداود، دارالکتاب ، بیروت۔ج 4 ،ص178 ،رقم: 4293۔

Abo Dawood,Suleman Beni Ashas,Sunan abo Dawood,Darul Alktab, Beroot,Vol4,P178

[19] سیوطی، عبدالرحمٰن،(1410)،التنبئہ بمن یبعثہ اللہ علی راس کل مائۃ،دار الثقہ ،مکۃ المکرمہ - ص19۔

Sayouti,Abdulrahman,(1410),Altanbia Beman Yabasaho Allaho Ala rase kole Meta Aam,Dar ul seqa,Makatul Mokarama,P19

[20] سخاوی ، عبدالرحمن، (س-ن)،المقاصدا لحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتھرۃ علی الالسنۃ،دارالکتاب العربی۔ ج1 ،ص203۔

Saqavi,Abdul alrahman,Almqasid Ul Hasana fi bayan kaser min ahadis almoshtahiera,Darul ketab alarabi,Vol1,P203

[21] بیہقی، احمد بن حسین،(1344)، السنن الکبریٰ ،مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ ، ہندوستان ۔ج 10 ،ص209، رقم: 21439۔

Behaqi,Ahmad beni Huseen,Alsunan Alkubra,Majlas Dairatul mareef alnzamiya, Imdia,Vol10,P209

[22] قرضاوی،یوسف القرضاوی،(س-ن)،تجدید دین فی ضوء السنۃ،مجلۃ مرکز بحوث السنۃ والسیرۃ،ص 18-19۔

Qarzavi,Yousaf,Tajdeed Deen fi zoie alsunat,Mojlatul albhos alsunat wasirt,P18-19

[23] عظیم آبادی،شمس الحق، عون المعبود،ج11 ،ص260۔

Azeen Abadi,Shams ul Haq, Awnol Mabood,Vol11,P260

[24] سورۃ البقرہ ،2/ 75

Al-Quran,2/75

[25] سورۃ المائدہ ،13/5

Al-Quran,5/13

[26] سورۃ الحجر،9/15

Al-Quran,9/15

[27] زرقانی، محمد عبد العظیم،(س-ن)،مناھل العرفان فی علوم القرآن ،عیسیٰ البابلی، ج2 ،ص52۔

Zarqani,Muhammad Abdul Azeem,Manahil ul Irfan fi Ulomul Quran,Esa albabili,Vol2,P52

[28] سورة الاحزاب، 21/33

Al-Quran,33/21

[29] حنبل، احمد بن حنبل، ج 6،ص91، رقم: 24645۔

Hambal,Ahmad Ibni Hambal,Vol6,P91

[30] سورۃالبقرہ ، 44/2

Al-Quran,2/44

[31] سورة النساء،82/4

Al-Quran,4/82

[32] سورة انعام ،50/6

Al-Quran,6/50